OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 9, Issue 2 (April-June 2026)

قرآنی تصورِ 'وَلْيَتَلَطَّفْ' اور عصری سماجی رویے: تعمیرِ معاشرہ کا ایک عمرانی مطالعہ

The Qur'anic Concept of *'Wa-l-Yatalattaf'* and Contemporary Social Behaviors: A Sociological Study of Community Building

Dr. Loqman Ahmad

Lecturer Islamic studies Bacha khan university Charsadda.

Loqman550@gmail.com

Faiza Khan

M Phil graduate, Department of English Literature, University of the Lahore, Lahore.

faizakhan12177@gmail.com

Moqadus Habiba

M Phil Scholar, Department of Islamic Studies, University of the Lahore, Lahore.

moqadushabiba123@gmail.com

Abstract

This research paper explores the profound sociological and ethical implications of the Qur'anic word *'Wa-l-Yatalattaf'* (Surah Al-Kahf: 19), examining how this divine principle can reform modern social interactions. Located at the exact textual center of the Holy Qur'an, this term translates to acting with utmost gentleness, subtle caution, and strategic wisdom. The study begins with an in-depth linguistic and contextual analysis of the word, tracing its historical background to

CC BY

the story of the Companions of the Cave (Ashab al-Kahf). When they awoke after three centuries, they used this term to instruct their companion to be extremely cautious and polite while fetching food, ensuring their survival and protecting their faith from a tyrannical regime.Moving beyond the historical narrative, this paper examines the practical application of *'Wa-l-Yatalattaf'* in addressing contemporary societal challenges. Through a sociological lens, the study analyzes four core dimensions of this concept: gentleness in speech, the preservation of privacy and confidentiality, fairness and leniency in business and daily dealings, and the strategic protection of religious identity - In an era marked by social polarization, corporate greed, office politics, and weakening family bonds, this study argues that the spirit of *'Wa-l-Yatalattaf'* serves as a vital defensive shield and a constructive tool. It offers a balanced approach between soft interpersonal skills and sharp situational awareness. Ultimately, the paper concludes that adopting this Qur'anic framework can bridge class divides, restore mutual trust, reduce psychological anxiety, and foster a peaceful, resilient, and morally stable society.

Keywords: *Wa-l-Yatalattaf,* Qur'an, Social Behaviors, Community Building, Ashab al-Kahf, Social Ethics, Privacy

مقدمہ

اکیسویں صدی مادی و ڈیجیٹل انقلاب کا دور تو ہے، لیکن انسانی اخلاقیات کے لحاظ سے شدید زوال کا شکار ہے، جہاں جدید عملی معاشرہ فکری انتشار، عدم برداشت اور گہری سماجی پولرائزیشن کی زد میں آ چکا ہے۔ اگر ہم اپنے روزمرہ معاشرے کا عمرانی جائزہ لیں، تو لوگوں میں دوسرے کا نکتہ نظر سننے کا مادہ ختم ہو چکا ہے، مکالمے کی جگہ چیخ و پکار نے لے لی ہے اور مادی دوڑ کی انا پرستی نے اجتماعی مصلحت کو کچل دیا ہے۔ اس بحران کو سوشل میڈیا کی آن لائن جارحیت، ٹرولنگ اور بدزبانی نے مزید سنگین بنا دیا ہے، جس سے انسانی تعلقات مروت اور نفاست کے

بجائے طاقت اور مفادات کے تابع ہو گئے ہیں۔ ایسے حالات میں معاشرتی ہم آہنگی کے لیے ایک جامع اخلاقی ماڈل کی ضرورت ہے، جو ہمیں قرآنی حکمتِ عملی کے زریں اصول "وَلْيَتَلَطَّفْ" میں ملتا ہے۔ یہ اصطلاح سکھاتی ہے کہ کڑے اور مخالف ماحول میں بھی جذباتی ہونے یا ٹکراؤ کی پالیسی اپنانے کے بجائے حکمت، نرمی اور تدبر سے راستہ نکالا جائے۔ اسلام نے سختی اور اکھڑ پن کو معاشرتی بگاڑ کی جڑ، جبکہ نرمی کو دلوں کو جوڑنے کا ذریعہ مانا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا" :فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ"[1] (پس اللہ کی رحمت کے باعث آپ ان کے لیے نرم طبع ہو گئے، اور اگر آپ تندخو اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے گرد سے چھٹ کر بھاگ جاتے)۔ اسی تلطف اور رفق کی تائید میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے"إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ[2] "(بے شک نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے، اسے خوبصورت بنا دیتی ہے اور جس چیز سے چھین لی جائے، اسے عیب دار کر دیتی ہے)۔ لسانیاتی طور پر 'وَلْيَتَلَطَّفْ' کے چار ابعاد ہیں: گفتگو میں رفق، سماجی برتاؤ میں نفاست، فہم و تدبر، اور مصلحت آمیز احتیاط۔ جدید سماجی علوم قوانین اور سزاؤں کے مادی طریقوں سے رویوں کی اصلاح میں ناکام رہے ہیں، لہٰذا یہ تحقیق اس عمرانی نقطہ نظر کو ثابت کرتی ہے کہ جب تک قرآنی اصولِ تلطف کو بنیاد بنا کر افراد کی کردار سازی نہیں کی جائے گی، تب تک معاشرے سے نفرت کا خاتمہ ممکن نہیں۔

"وَلْيَتَلَطَّفْ "کا لسانی تفہیم

لغوی معنی :یہ لفظ عربی کے مادہ " ل-ط-ف" (لطف) سے نکلا ہے۔ اسی مادہ سے لطیف اللہ تعالی کی صفت ہے ، لسان العرب میں ہے "ومعناه، الرفيق بعباده، اللطيف الذي يوصل إليك أربك في رفق، واللطف من الله تعالى: التوفيق والعصمة، وقال ابن الأثير في تفسيره: اللطيف هو الذي اجتمع له الرفق في الفعل والعلم بدقائق المصالح وإيصالها إلى من قدرها له من خلقه"[3]

ترجمہ: (یعنی 'اللطیف' کے) معنی ہیں: اپنے بندوں پر بہت مہربان، وہ نہایت نرمی والا جو آپ کی ضرورت اور مقصد کو انتہائی نرمی (اور خفیہ طریقے) سے آپ تک پہنچا دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے 'لطف' کا مطلب (بندے کو) نیکی کی توفیق دینا اور گناہوں سے بچانا (عصمت) ہے۔ اور ابن الاثیر نے اپنی تفسیر میں فرمایا ہے: 'اللطیف' وہ ذات ہے جس میں بیک وقت

دو خوبیاں جمع ہوں؛ ایک تو کام کرنے میں نرمی و تدبیر، اور دوسرا مصلحتوں کی باریکیوں کا علم رکھنا اور پھر ان مصلحتوں (اور ضرورتوں) کو مخلوق میں سے اس تک پہنچانا جس کے لیے اس نے مقدر کر رکھی ہوں۔

اصطلاحی معنی: ولیتلطف باب تفعل سے صیغہ واحد مذکر غائب فعل امر ہے ، اس کا مصدر تلطف ہے۔"والتلطف للأمر: الترفق له، وأم لطيفة بولدها تلطف إلطافا. واللطف أيضا من طرف التحف: ما ألطفت به أخاك ليعرف به برك. والملاطفة"[4]

اس کا حاصل یہ ہواکہ کسی معاملے میں 'تلطف' (برتنے) کا مطلب ہے: اس کے لیے نرمی اور تدبیر اختیار کرنا۔ اور (عربی میں کہتے ہیں) 'ایک ماں اپنے بچے پر بہت شفیق (لطیفہ) ہے'، وہ اس کے ساتھ انتہائی شفقت اور مہربانی کا معاملہ کرتی ہے۔ اور 'اللطف' کا ایک معنی تحفے تحائف کے انوکھے اور خوبصورت حصوں کا بھی ہے، (یعنی) وہ چیز جو آپ اپنے بھائی کو بطورِ تحفہ پیش کرتے ہیں تاکہ وہ اس کے ذریعے آپ کی محبت اور بھلائی کو جان لے۔ اور 'الملاطفہ' (کےمعنی آپس میں محبت، نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آنے کے ہیں)۔
معجم وتفسير لغوي لكلمات القرآن میں وَلْيَتَلَطَّفْ کا یہ مطلب بیان کیا گیا ہے کہ "تلطف في الأمر: ترفق، ويقال: تلطف الرجل: ترفق بمعني سلك مسلك الرفق في معاملاته"[5].

معجم وتفسير لغوي لكلمات القرآن میں وَلْيَتَلَطَّفْ کا یہ مطلب بیان کیا گیا ہے کہ"تلطف في الأمر: ترفق، ويقال: تلطف الرجل: ترفق بمعني سلك مسلك الرفق في معاملاته"[6]

یعنی معاملات میں"تلطف"کا مطلب ہےکہ نرمی اور شفقت کا طریقہ اختیار کرنا۔ اور کہا جاتا ہے کہ: فلاں شخص "تلطف"سے کام لے رہا ہے، یعنی اس نے اپنے معاملات اور برتاؤ میں نرمی، خوش اخلاقی اور شرافت کا راستہ اپنایا ہے۔

یا "أي وليترفق في الحصول علي ما يريد"[7].

"یعنی انسان جو کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے، اسے حاصل کرنے کے لیے نرمی، حکمت اور خوش اسلوبی کا راستہ اختیار کرے۔"

'وَلْيَتَلَطَّفْ' کا قرانی پس منظر:

قرآنِ کریم کی چودہویں پارے میں واقع سورہ الکہف (آیات: 9 تا 26) کا یہ منفرد اور عبرت ناک واقعہ تیسری صدی عیسوی کا ہے اس واقعہ کے بارے میں تفسیر ابن کثیر میں ہے "کہ، جب رومن سلطنت کے شہر" سلیپرز آف افسوس" (جو اب موجودہ ترکی کا حصہ ہے) میں چند اعلیٰ خاندانوں سے تعلق رکھنے والے باایمان نوجوانوں نے اپنے وقت کے جابر، بت پرست اور مشرک بادشاہ "دقیانوس" کے ہولناک مظالم کے سامنے سر جھکانے سے صاف انکار کر دیا۔ جب بادشاہ نے انہیں اپنے آبائی بت پرستانہ دین پر واپس آنے کے لیے چند دنوں کی مہلت دی، تو ان مخلص نوجوانوں نے محلاتی زندگی کے عیش و آرام کو ٹھکرا کر محض اپنے عقیدے اور توحید کی حفاظت کی خاطر رات کی تاریکی میں شہر سے ہجرت کی اور ایک وفادار کتے کے ساتھ پہاڑی غار (کہف) میں جا کر پناہ گزین ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی مخلصانہ دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور ان پر غار کے اندر ہی ایک ایسی گہری اور طویل نیند طاری کر دی جو عام انسانی عقل اور سائنسی قوانین سے ماورا تھی؛ وہ اس غار میں پورے تین سو نو (309) قمری سال تک اسی حالت میں سوتے رہے. اس طویل ترین مدت کے دوران کائناتی نظام ان کے تابع رہا، سورج کی دھوپ غار کے دائیں بائیں سے کتراتی ہوئی گزرتی تھی تاکہ ان کے اجسام جھلس نہ جائیں اور قدرتِ الٰہیہ کے تحت انہیں مسلسل دائیں اور بائیں کروٹیں دلوائی جاتی تھیں تاکہ زمین ان کے گوشت اور ہڈیوں کو مٹی نہ کر دے "[8] علامہ ابن کثیرؒ مذید لکھتے ہے" جب تین صدیاں گزرنے کے بعد اللہ نے انہیں ایک نئی زندگی دے کر بیدار کیا، تو وہ وقت کے اس طویل فاصلے سے بالکل بے خبر تھے اور انہوں نے یہی سمجھا کہ شاید وہ ایک دن یا اس کا کچھ حصہ سوئے ہیں ،بیداری کے فوراً بعد جب انہیں شدید ترین بھوک کا احساس ہوا، تو انہوں نے باہمی مشورے اور کمالِ احتیاط کے ساتھ اپنے ایک ساتھی کو چاندی کے چند سکے دے

کر نہایت پوشیدہ طریقے سے شہر کی طرف بازار بھیجا تاکہ وہ کوئی حلال اور پاکیزہ کھانا لا سکے "[9]

اور اسی نازک اور حساس موقع پر اصحاب کہف نے اپنے سفیر کو الوداع کہتے ہوئے وہ تاریخی اور سنہرا جملہ کہا جس کا ذکر قرآن میں یوں ہے: "وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا" [10] ان کا مقصد یہ تھا کہ ان کا ساتھی شہر میں سودا سلف خریدتے وقت، دکانداروں سے بات چیت کرتے ہوئے اور راستوں سے گزرتے ہوئے "تلطف" یعنی انتہائی باریک بینی، غیر معمولی ہوشیاری، نرمی اور نفاست کا راستہ اختیار کرے، اپنے رویے یا لہجے سے کسی قسم کا شک پیدا نہ ہونے دے، اور اتنی مروت سے کام لے کہ کوئی دوسرا ان کی موجودگی اور پناہ گاہ سے واقف نہ ہو سکے، کیونکہ انہیں خوف تھا کہ اگر پرانے ظالم بادشاہ کے کارندوں کو ان کا پتہ چل گیا تو وہ انہیں سنگسار کر دیں گے یا دوبارہ شرک پر مجبور کر دیں گے ۔

تفسیر قر طبی نے بھی اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اس کے اگے تفسیر علامہ قرطبی فرماتے ہے جس کا ما حاصل یہ ہے کہ "جب وہ ساتھی شہر کی حدود میں داخل ہوا تو دنیا یکسر بدل چکی تھی، دقیانوس کا دورِ ستم صدیوں پہلے مٹ چکا تھا اور اب وہاں ایک عادل، سچے اور موحد بادشاہ کی حکومت قائم تھی جب اس نوجوان نے بازار میں دکاندار کو تین سو سال پرانے سکے دیے، تو وہ سکے اتنے قدیم تھے کہ شہر میں کھلبلی مچ گئی اور لوگ سمجھے کہ اس شخص کو کوئی مدفون خزانہ ہاتھ لگا ہے ،معاملہ وقت کے حاکم کی عدالت تک پہنچا اور یوں یہ الٰہی راز پورے شہر پر فاش ہو گیا؛ اللہ تعالیٰ نے اس عجیب و غریب واقعے کے ذریعے اس دور کے ان تمام مادی پرستوں اور منکرینِ آخرت کو، جو مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے اور قیامت کے وقوع پذیر ہونے کا انکار کرتے تھے، ایک ایسا زندہ، مادی اور ناقابلِ تردید عملی ثبوت فراہم کر دیا کہ جو خدا ان نوجوانوں کو تین صدیوں تک جوں کا توں سلا کر دوبارہ اٹھا سکتا ہے، وہ پوری کائنات کو موت کے بعد زندہ کرنے پر بھی پوری قدرت رکھتا ہے ، جب یہ عظیم مقصد پورا ہو گیا اور شہر کے لوگ ان کے ایمان کی گواہی دینے غار تک پہنچے، تو وہ مقدس

نوجوان دوبارہ ابدی نیند سو گئے اور ان کی یادگار کے طور پر غار کے دہانے پر ایک مسجد تعمیر کر دی گئی ۔"[11]

مفسرین کے نزدیک 'وَلْيَتَلَطَّفْ' کی تشریح اور سماجی ربط:

لین دین اور معاملات میں نرمی:

تفسیر ابن کثیر ولیتلطف کی تشریح میں فرماتے ہے "وليتلطف أي في خروجه وذهابه وشرائه وإيابه"[12]امام ابن کثیر رحمہ اللہ کی اس بات سے ہمیں زندگی گزارنے کا ایک بہت پیارا اور سیدھا اصول ملتا ہے۔ جب حالات خراب ہوں یا ماحول میں تناؤ ہو، تو سمجھداری اسی میں ہے کہ انسان اپنی روزمرہ کی آمد و رفت، خریداری اور کاروبار میں بلاوجہ کا دکھاوا، شور شرابا اور غصہ کرنے سے پرہیز کرے۔ اگر ہم اسے آج کے معاشرے کے حساب سے سمجھیں، تو 'تلطف' کا مطلب ہے کہ ہم لوگوں سے ملتے جلتے اور لین دین کرتے وقت اتنے نرم مزاج، عاجز اور دھیمے رہیں کہ ہماری وجہ سے کوئی نیا جھگڑا یا مسئلہ کھڑا نہ ہو۔ یہ بات ہمیں سکھاتی ہے کہ مشکل وقت میں غصے اور جذباتی فیصلوں کے بجائے خاموشی اور سمجھداری کو اپنا ہتھیار بنائیں۔ بعض اوقات صرف ہمارا سچا ہونا کافی نہیں ہوتا، بلکہ اس سچائی کو حکمت کے ساتھ سنبھال کر رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ آج ہمارے بازاروں اور کاروباری زندگی میں جو خرابیاں نظر آتی ہیں جیسے دھوکہ دہی، ناجائز منافع خوری، ذخیرہ اندوزی، اور گاہک و دکاندار کے درمیان بات بات پر تلخ کلامی ،وہ سب اسی قرآنی اصول کو بھولنے کی وجہ سے ہیں۔ اگر ہم اپنے سودا سلف اور کاروباری معاملت میں نرمی، ایمانداری اور ایک دوسرے کا خیال رکھنا شروع کر دیں، تو یہ ساری برائیاں خود بخود ختم ہو جائیں گی۔ جب ہمارا مقصد صرف اپنا فائدہ سوچنا نہیں بلکہ دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنا ہوگا، تو پورے معاشرے میں ایک دوسرے پر اعتماد بڑھے گا اور ہر طرف سکون پھیل جائے گا۔

رازداری اور سماجی تدبرامن عامہ اور شخصی تحفظ کا قرآنی اصول:

امام خازن تفسیر خازن میں فرماتے ہے " وَلْيَتَلَطَّفْ أي وليترفق في الطريق وفي المدينة وليكن في ستر وكتمان"[13] کہ انسان راستے اور شہر میں چلتے ہوئے نرمی، رازداری اور چھپنے کا اہتمام کرے"، دراصل معاشرتی امن، ذاتی تحفظ اور انسانی عزت و آبرو کی حفاظت کا ایک بہترین اصول ہے۔ آسان لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی معاشرہ فتنوں، حسد یا بدامنی کا شکار ہو، تو سمجھداری اسی میں

ہے کہ انسان سڑکوں، بازاروں اور پبلک مقامات پر اپنی نقل و حرکت کو بالکل سادہ اور خاموش رکھے۔ بلاوجہ لوگوں کی توجہ اپنی طرف کھینچنے، اپنی دولت یا کامیابیوں کا مظاہرہ کرنے، اور سوشل میڈیا یا عام زندگی میں اپنی نجی باتوں کا ڈھنڈورا پیٹنے سے معاشرے میں حسد، کینہ اور جرائم جنم لیتے ہیں۔

آج کے دور میں اس اصول کو نہ اپنانے کی وجہ سے لوگوں کی عزتیں سرِعام اچھالی جا رہی ہیں۔ مثال کے طور پر، جب لوگ اپنے خاندانی جھگڑے، میاں بیوی کی ناچاقیاں یا گھریلو راز گھر کی چار دیواری میں رکھنے کے بجائے گلی محلوں میں یا سوشل میڈیا پر بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں، تو بات کا بتنگڑ بن جاتا ہے اور پورے خاندان کی عزت مٹی میں مل جاتی ہے۔ اسی طرح، بازاروں یا پبلک مقامات پر معمولی باتوں جیسے گاڑی کی ٹکر یا دکاندار سے بحث پر غصے میں آ کر تماشا کھڑا کرنے سے بات تھانے کچہری تک پہنچ جاتی ہے اور شریف انسان کی ساکھ تباہ ہو جاتی ہے۔ لوگ کسی کے مالی نقصان یا ذاتی کمزوری کا راز رکھنے کے بجائے اسے دوسروں کے سامنے رسوا کرنے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ اگر ہم اس قرآنی حکمت پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگی میں سادگی، رازداری اور نرمی لے آئیں، تو نہ صرف چوری چکاری اور حسد جیسی برائیوں کا خاتمہ ہوگا، بلکہ لوگوں کی پامال ہوتی ہوئی عزتیں اور آبرو بھی محفوظ ہو جائیں گی۔ سادگی اور رازداری انسان کے جان، مال اور سب سے بڑھ کر اس کی عزت کی سب سے بڑی محافظ ہوتی ہیں۔

سماج میں دین و ایمان کا تحفظ اور فتنوں سے دوری :

علامہ عبدالرحمن السعدی رحمہ اللہ اپنے تفسیر میں ایس ایت کے تشریح میں یوں رقم طراز ہے کہ"ومنها الحث على التحرز والاستخفاء والبعد عن مواقع الفتن في الدين واستعمال الكتمان في ذلك على الإنسان وعلى إخوانه في الدي[14]".علامہ عبدالرحمن السعدی رحمہ اللہ کی اس تشریح سے یہ گہرا سماجی اور ایمانی اصول سامنے آتا ہے کہ برے حالات یا فتنوں کے دور میں اپنے دین، نظریات اور ایمان کی حفاظت کے لیے احتیاط، عاجزی اور رازداری اختیار کرنا شرعی اور معاشرتی ضرورت ہے۔ آسان لفظوں میں، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب معاشرے میں اخلاقی بگاڑ، نظریاتی جنگ یا مذہبی فتنوں کا عروج ہو، تو انسان کو خود کو بلاوجہ کے تنازعات، بحث و تکرار اور فتنوں کی جگہوں سے دور رکھنا چاہیے۔ یہاں علامہ السعدی ایک بہت اہم نکتہ بیان کرتے ہیں کہ یہ رازداری صرف اپنی ذات تک محدود نہ ہو، بلکہ

اپنے دیگر دینی بھائیوں اور کمزور طبقوں کی حفاظت کے لیے بھی کتمان (راز رکھنے) پر عمل کیا جائے، تاکہ کسی ایک کی غفلت سے پوری کمیونٹی یا گروہ کی جان و مال اور عزت خطرے میں نہ پڑے۔

اس قرآنی حکمت کی تائید پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی اس خوبصورت حدیث سے بھی ہوتی ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا:" استعینوا علی الحوائج بکتمان السر فإن لکل نعمة حاسدا" [15] کہ تم اپنے مقاصد کی کامیابی میں رازداری سے مدد حاصل کرو، کیونکہ ہر صاحب نعمت کو حسد کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے" یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ اپنے معاملات کو خفیہ رکھنا اور فتنوں سے بچ کر چلنا کامیابی اور سلامتی کا نبوی اصول ہے۔آج کے سماجی تناظر میں اس اصول کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ ہماری چھوٹی سی لاپروائی دوسروں کے لیے مصیبت بن جاتی ہے۔ مثال کے طور پر، جب لوگ کسی حساس معاملے، مذہبی گفتگو یا کسی کے ذاتی نظریات کا ڈھنڈورا سوشل میڈیا یا پبلک مقامات پر پیٹتے ہیں، تو اس سے نہ صرف ان کی اپنی جان و عزت خطرے میں پڑتی ہے بلکہ ان سے جڑے دوستوں اور خاندان والوں کی زندگی بھی عذاب میں آ جاتی ہے۔ اسی طرح، اگر کسی انسان کو معاشرے میں کسی برائی یا فتنے کا علم ہو اور وہ حکمت کے ساتھ اسے دبانے یا حل کرنے کے بجائے، اسے سرِعام اچھالنا شروع کر دے، تو اس سے معاشرے میں خوف اور انتشار پھیلتا ہے۔ اگر ہم اس قرآنی اور نبوی اصول پر عمل کرتے ہوئے فتنوں کے مقامات سے دور رہیں، اپنی اور اپنے بھائیوں کی رازداری کا تحفظ کریں، اور بلاوجہ کی سستی شہرت کے پیچھے نہ بھاگیں، تو ہم اپنے ایمان کے ساتھ ساتھ اپنے معاشرے کو بھی بڑے حادثات اور تباہی سے بچا سکتے ہیں۔

تدبیر اور پوشیدگی ،سماجی مشکلات سے نکلنے کا دانشمندانہ راستہ:

ابن عطیہ

رحمہ اللہ کی اس ایات کی تشریح میں فرماتے ہے "ولیتلطف في اختفائه وتحیله[16]." سے یہ اہم معاشرتی اور نفسیاتی اصول ملتا ہے کہ جب انسان کسی بڑی مصیبت، بحران یا ناموافق حالات میں گھرا ہوا ہو، تو وہاں اندھا دھند طاقت کا استعمال کرنے یا جذباتی ہونے کے بجائے حکمتِ عملی، تدبیر (تحیل) اور خاموشی سے کام لینا چاہیے۔ آسان لفظوں میں، ’تلطف‘ اور ’تحیل‘ کا مطلب یہ ہے کہ انسان قانون، شریعت اور اخلاق کے

دائرے میں رہتے ہوئے ایسی بہترین اور باریک تدبیر اختیار کرے جس سے وہ خود کو بھی خطرات سے بچا سکے اور اپنے مقاصد بھی حاصل کر لے۔ یہ اصول ہمیں سکھاتا ہے کہ بعض اوقات حالات کا مقابلہ ڈنڈے یا اونچی آواز سے نہیں بلکہ خاموش منصوبہ بندی اور عقل مندی سے کیا جاتا ہے۔

اس تفسیری نکتے کی تائید نبی کریم ﷺ کی اس مشہور حدیث سے بھی ہوتی ہے جہاں آپ ﷺ نے جنگی اور نازک حالات کی حکمتِ عملی بیان کرتے ہوئے فرمایا:"الْحَرْبُ خَدْعَةٌ[17]" جنگ چال (تدبیر اور حکمتِ عملی) کا نام ہے "یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ نازک حالات میں تدبیر اور رازداری کا استعمال کرنا عینِ اسلام ہے۔

آج کے معاشرے میں اس اصول کی کمی کی وجہ سے بہت سے لوگ اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مار لیتے ہیں۔ مثال کے طور پر، جب کوئی شخص نیا کاروبار شروع کرتا ہے یا کوئی اہم خاندانی فیصلہ کرتا ہے، تو وہ حکمت اور رازداری سے کام لینے کے بجائے وقت سے پہلے ہی اس کا ہر جگہ چرچا کر دیتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حاسدین اور مخالفین سرگرم ہو جاتے ہیں اور وہ کام شروع ہونے سے پہلے ہی خراب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح، جب لوگ کسی قانونی یا سماجی الجھن میں پھنستے ہیں، تو وہ دانش مندی سے معاملہ سلجھانے کے بجائے سوشل میڈیا پر آ کر ایک دوسرے کو چیلنج کرنا شروع کر دیتے ہیں، جس سے مسئلہ حل ہونے کے بجائے مزید پچیدہ ہو جاتا ہے۔ اگر ہم ابن جُزی رحمہ اللہ کے بتائے ہوئے اس قرآنی اصول کو اپنائیں ،یعنی اپنے معاملات میں گہرائی، باریک بینی اور رازداری پیدا کریں، تو ہم معاشرے کے حسد، فتنوں اور بلاوجہ کی رکاوٹوں سے بچ کر کامیابی کی راہ پر گامزن ہو سکتے ہیں۔

سائبر دور میں ڈیجیٹل کتمان: پرسنل لائف کی نمائش سے پیدا ہونے والے فتنوں کا تدارک:

امام ماوردی رحمہ اللہ کا یہ تفسیری نکتہ "ولیتلطف في إخفاء أمركم " [18] کہ اپنے معاملات اور احوال کو انتہائی باریک بینی سے چھپا کر رکھو، آج کے سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل ہائپر ایکٹیویٹی کے دور میں ایک انقلابی لائف ہیک کی حیثیت رکھتا ہے۔ پرانے دور میں رازداری کا مطلب صرف جسمانی طور پر چھپنا تھا، لیکن آج کے سماج میں اس کا مطلب اپنی ورچوئل لائف، لوکیشن، اور روزمرہ کی سرگرمیوں کو پبلک کرنے سے بچانا ہے۔ یہ قرآنی حکمت ہمیں سکھاتی ہے کہ اپنی زندگی کو ایک کھلی کتاب بنانا بہادری نہیں بلکہ نادانی ہے؛ اصل دانشمندی یہ ہے کہ

آپ کے پاس کیا ہے اور آپ کیا کرنے والے ہیں، اس کا علم صرف آپ کو ہو۔اس جدید سماجی تناظر کی تائید اس نبوی حکمت سے بھی ہوتی ہے جہاں آپ ﷺ نے فرمایا" :سب سے بہترین جہاد یہ ہے کہ انسان فتنوں کے دور میں اپنے گھر کو لازم پکڑ لے اور اپنی زبان پر قابو رکھے "(ابن ماجہ)۔ آج کے دور میں 'گھر کو لازم پکڑنے' کا ایک جدید مفہوم یہ بھی ہے کہ انسان اپنی نجی زندگی کی تصاویر، ویڈیوز اور خوشیوں کو انٹرنیٹ کی پبلک وال (Public Wall) پر سجانے کے بجائے اپنے گھر کی چار دیواری تک محدود رکھے۔

آج کے معاشرے میں اس قرآنی و نبوی فلٹر کو نہ لگانے کی وجہ سے خاندانی اور نفسیاتی بربادیاں عروج پر ہیں۔ مثال کے طور پر، آج کل لوگ اپنے بچوں کی معصوم تصاویر، مہنگے ریسٹورنٹس میں کھانے کی ویڈیوز، اور میاں بیوی کے آپسی تحائف کی برانڈنگ سوشل میڈیا پر کرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ لوگ جو ان نعمتوں سے محروم ہیں، ان کے دلوں میں احساسِ محرومی، حسد اور بری نظر جنم لیتی ہے، جس سے ہنستے کھیلتے گھر چڑچڑے پن اور طلاقوں کی نذر ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح، نوجوان اپنے مستقبل کے کیریئر یا بزنس آئیڈیاز کا وقت سے پہلے سوشل میڈیا اسٹیٹس پر اعلان کر دیتے ہیں، جس سے کارپوریٹ دنیا میں ان کے آئیڈیاز چوری ہو جاتے ہیں یا حاسدین کی وجہ سے وہ کام شروع ہونے سے پہلے ہی فلاپ ہو جاتا ہے۔ اگر ہم امام ماوردی کی بتائی ہوئی پوشیدگی کی اس گہرائی کو سمجھیں اور اپنی زندگی میں ڈیجیٹل کتمان (Digital Privacy) لے آئیں، تو ہم معاشرتی ڈپریشن، سائبر کرائمز، نظرِ بد اور بلیک میلنگ جیسے جدید فتنوں سے بچ کر ایک پرسکون اور محفوظ زندگی گزار سکتے ہیں۔

شیریں کلامی اور عفو و درگزر: معاشرتی تنازعات اور گھریلو جھگڑوں کا ابدی حل:

لفظ 'وَلْيَتَلَطَّفْ' کا ایک گہرا سماجی رخ گفتگو میں انتہائی نرمی، عاجزی اور شائستگی اختیار کرنا ہے۔ معاشرتی تناظر میں اس کا مطلب یہ ہے کہ جب دو افراد، خاندانوں یا گروہوں کے درمیان کوئی غلط فہمی یا تنازع کھڑا ہو جائے، تو وہاں تند و تیز لہجہ اپنانے یا اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے بجائے گفتگو میں ایسی دانشمندانہ نرمی اور مٹھاس رکھی جائے جو سامنے والے کے غصے کو ٹھنڈا کر دے۔ یہ قرآنی حکمت ہمیں

سکھاتی ہے کہ کلمۂ خیر اور دھیما لہجہ وہ بہترین ہتھیار ہیں جو بڑے سے بڑے خاندانی جھگڑے اور سماجی دشمنی کی آگ کو لمحوں میں بجھا سکتے ہیں۔ اس اخلاقی اصول کی تائید پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی اس خوبصورت حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: "إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ [19] "نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اسے خوبصورت بنا دیتی ہے، اور جس چیز سے بھی نکال لی جاتی ہے اسے عیب دار کر دیتی ہے۔یہ نبوی فرمان واضح کرتا ہے کہ انسانی روابط کو جوڑنے اور تلخیوں کو ختم کرنے کا واحد راز صرف اور صرف رویے کی نرمی میں پنہاں ہے۔

آج ہمارے معاشرے، گلی محلوں اور گھروں میں سکون برباد ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ ہم نے گفتگو میں اس قرآنی 'تلطف' (نرمی) کو چھوڑ دیا ہے۔ مثال کے طور پر، میاں بیوی کے چھوٹے چھوٹے جھگڑے، ساس بہو کی نوک جھونک، یا بھائیوں کے درمیان جائیداد کے معمولی تنازعات صرف اس لیے طلاقوں، عدالتوں اور ہمیشہ کی دوریوں میں بدل جاتے ہیں کیونکہ کوئی بھی اپنے لہجے کو دھیما کرنے کو تیار نہیں ہوتا۔ لوگ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے طنز اور گالی گلوچ کا سہارا لیتے ہیں، جس سے بات سلجھنے کے بجائے مزید بگڑ جاتی ہے۔ اسی طرح، سڑکوں پر معمولی گاڑی کی ٹکر یا دکان پر چند روپوں کے لین دین پر لوگ ایک دوسرے کا گریبان پکڑ لیتے ہیں، جو بعد میں خونی دشمنیوں کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اگر ہم بات چیت کرتے وقت اکھڑ پن اور انا پرستی کو چھوڑ کر 'تلطف' یعنی محبت، شائستگی اور عاجزی سے بات کرنا شروع کر دیں، تو معاشرے کے نوے فیصد جھگڑے تھانے کچہری جائے بغیر گھر بیٹھے ختم ہو سکتے ہیں اور پورا سماج امن کا گہوارہ بن سکتا ہے۔

خلاصہ بحث:

اس تحقیقی مقالے کا بنیادی ماحصل یہ ہے کہ قرآنِ کریم کا ایک ایک لفظ، جیسے کہ زیرِ بحث لفظ 'وَلْيَتَلَطَّفْ'، محض ایک لغوی اکائی نہیں بلکہ انسانیت کے لیے انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی و عمرانی سطح تک رہنمائی کا ایک مکمل ضابطہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ"[20] (اور ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی جو ہر چیز کا واضح بیان ہے)؛ اور یہی جامعیت حضور اکرم

ﷺ کی اس حدیث سے بھی ثابت ہے جہاں آپؐ نے فرمایا "فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ "[21] کہ بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے، جو ہر دور کے فتنوں سے مخلصی کا راستہ دکھاتی ہے۔ اصحابِ کہف کا تاریخی واقعہ ہمیں یہ لازوال سبق دیتا ہے کہ جب معاشرہ طبقاتی جبر، دفتری سیاست، خاندانی بگاڑ اور اخلاقی تنزلی کا شکار ہو جائے، تو بلاوجہ کے تصادم کے بجائے گفتگو میں نرمی، رازداری، معاملات میں مروت اور دین کی حفاظت کے لیے حکمتِ عملی (تلطف) کو اپنایا جائے۔ یہ قرآنی تصور ہمیں سکھاتا ہے کہ عصرِ حاضر کے پیچیدہ سماجی مسائل کا حل جارحیت میں نہیں، بلکہ اس فہم اور حسنِ تدبیر میں ہے جو انسان کے ذاتی سکون کو بھی برقرار رکھتی ہے اور ایک پرامن و متوازن معاشرے کی تعمیر کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔ اس پوری تحقیق سے یہ واضح نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ دورِ حاضر کے معاشرتی بگاڑ، دفتری کھینچا تانی اور خاندانی سیاست کا بنیادی سبب مکالمے میں سختی، عدم برداشت اور انا پرستی ہے، جس کا حل صرف اس قرآنی رویے میں پنہاں ہے۔ یہ مطالعہ یہ حقیقت بھی سامنے لاتا ہے کہ 'تلطف' یا نرمی ہرگز کوئی بزدلی نہیں ہے، بلکہ یہ دراصل جذباتی ذہانت اور انسانی تحفظ کا ایک بہترین الٰہی ماڈل ہے جو انسان کو جذباتی نقصانات سے بچاتا ہے۔ مزید یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ زندگی کے اہم معاملات میں رازداری، تدبر اور مصلحتِ وقت کو اپنا کر ہی ایک عام انسان طبقاتی استحصال اور معاشی دھوکہ دہی سے خود کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔

انہی نتائج کی روشنی میں یہ مخلصانہ سفارش کی جاتی ہے کہ ہمارے تعلیمی اداروں اور تربیتی نصاب میں قرآنی اخلاقیات خصوصاً 'حسنِ برتاؤ اور نرمی' کو محض ایک نظریاتی سبق کے بجائے ایک عملی سماجی مہارت کے طور پر شامل کیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی یہ تجویز بھی سامنے آتی ہے کہ دفتری انتظامیہ اور خاندانی سربراہان باہمی تنازعات کو سلجھانے کے لیے جارحانہ ہتھکنڈوں کے بجائے باہمی مروت، صلح جوئی اور افہام و تفہیم کا راستہ اختیار کریں۔ آخر میں یہ بات انتہائی لازمی معلوم ہوتی ہے کہ مروجہ سماجی رویوں کی اصلاح کے لیے میڈیا، منبر و محراب اور دیگر سماجی ذرائع کے ذریعے خاموش حکمتِ عملی اور رازداری کے م ثبت عمرانی پہلوؤں کو عام کیا جائے تاکہ ایک پرامن معاشرہ تشکیل پا سکے۔

حوالہ جات:

[1]- سورہ آلِ عمران : 159-

Surah Al-Imran: 159

[2] - امام مسلم،مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد بن کوشاذ القشیری، النیسابوری،صحیح مسلم،کتاب البر والصلة،باب فضل الرفق،رقم الحدیث:6598-

Imam Muslim, Muslim bin Al-Hajjaj bin Muslim bin Ward bin Kushaz al-Qashiri, Al-Nisaburi, Sahih Muslim, Kitab al-Albar wal-Sala, Chapter Fazl Al-Rifaq, Hadith Number: 6598.

[3]- ابن منظور ،محمد بن مکرم بن علی، أبو الفضل، جمال الدین ابن منظور الأنصاري الرویفعی الإفریقی (المتوفی: 711ھ)، لسان العرب، الناشر: دار صادر – بیروت، الطبعة: الثالثة - 1414 ھ،ج9،ص316-

Ibn Manzoor, Muhammad bin Makram bin Ali, Abu al-Fazl, Jamal al-Din Ibn Manzoor al-Ansari Al-Waif'i al-Afriqy (died: 711 AH), Language of Arabs, publisher: Dar Sadir – Beirut, edition: 3rd - 1414 AH, vol. 9, p. 316.

[4]-ابن منظور الافریقی ،لسان العرب،ج9،ص317-

Ibn Manzoor al-Afriqi, Lasan al-Arab, Vol. 9, p. 317.

[5] - أحمد الجمل، حسن عز الدین بن حسین بن عبد الفتاح (مخطوطة الجمل) معجم وتفسیر لغوي لکلمات القرآن ،الناشر: الهیئة المصریة العامة للکتاب، مصر،الطبعة: الأولى، 2003 - 2008 م،ج4،ص161-

Ahmed al-Jamal, Hasan Izz al-Din bin Hussain bin Abd al-Fattah (Al-Jamal Manuscript) Lexicon and Lexical Interpretation of the Words of the Qur'an, Publisher: Al-Masriy Al-Aa'e Al-Kitab, Egypt, Edition: Al-Awla, 2003-2008 AD, Vol. 4, p. 161.

[6] - أحمد الجمل، حسن عز الدین بن حسین بن عبد الفتاح (مخطوطة الجمل) معجم وتفسیر لغوي لکلمات القرآن ،الناشر: الهیئة المصریة العامة للکتاب، مصر،الطبعة: الأولى، 2003 - 2008 م،ج4،ص161-

Ahmed al-Jamal, Hasan Izz al-Din bin Hussain bin Abd al-Fattah (Al-Jamal manuscript) Dictionary and literal interpretation of the words of the Qur'an, Publisher: Al-Masriy Al-Amaa Il-Kitab, Egypt, Edition: Al-Awla, 2003 - 2008 AD, Vol. 4, p. 161.

[7]-حوالہ سابقہ-

Reference prefix.

[8] - أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: 774ھ) ابن کثیر تفسیر القرآن العظیم ،الناشر: دار الکتب العلمیة، منشورات محمد علي بیضون – بیروت،الطبعة: الأولى - 1419 ھ،ج5ص125-

Abu al-Fida Ismail bin Umar bin Kathir al-Qurashi Al-Basri and then Al-Damashqi (died: 774 AH) Ibn Kathir Tafsir al-Qur'an al-Azeem, Publisher: Dar al-Kutub al-Al-Alamiya, Manuscripts of Muhammad Ali Bayzoon – Beirut, Al-Tabbah: Al-Awla - 1419 AH, Volume 5, p. 125.

[9] - تفسیر ابن کثیر،ج5ص126-127-

Tafsir Ibn Kathir, vol. 5, pp. 126-127.

[10] - سورہ الکہف: 19

Surah Al-Kahf: 19.

[11] -امام قرطبی، أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بکر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدین القرطبي (المتوفى: 671ھ)، الجامع لأحکام القرآن = تفسیر القرطبي،الناشر: دار الکتب المصریة – القاهرة،الطبعة: الثانیة، 1384ھ - 1964 م،ج10ص385-

Imam Qurtubi, Abu Abdullah Muhammad bin Ahmed bin Abi Bakr bin Farah al-Ansari al-Khazari Shams al-Din al-Qurtubi (died: 671 AH), Al-Jami'a Lahakma al-Qur'an - Tafsir al-Qurtubi, Publisher: Dar al-Kutub Al-Masira – Cairo, Edition: Second, 1384 AH - 1964 AD, Volume 10, p. 385.

[12] ۔ ابن كثير أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: 774هـ)،تفسير القرآن العظيم ،الناشر: دار الكتب العلمية، منشورات محمد علي بيضون – بيروت،الطبعة: الأولى - 1419 هـ،ج5،ص132۔

.Ibn Kathir Abul Al-Fida Ismail ibn Umar ibn Kathir al-Qurashi al-Basri and then al-Damashqi (died: 774 AH), Tafsir al-Qur'an al-Azeem, Publisher: Dar al-Kutub al-Al-Alamiya, Manuscripts of Muhammad Ali Bayzoon – Beirut, Al-Tabbah: Al-Awla - 1419 AH, vol.5, p.132.

[13] ۔ الخازن ،علاء الدين علي بن محمد بن إبراهيم بن عمر الشيحي أبو الحسن، (المتوفى: 741هـ)لباب التأويل في معاني التنزيل،الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت،الطبعة: الأولى، 1415 هـ،ج3،ص160۔

Al-Khazan, Alauddin Ali bin Muhammad bin Ibrahim bin Umar al-Shihi Abu al-Hasan, (died: 741 AH), Labab al-Tawail fi Ma'ani al-Tanzeel, Publisher: Dar Al-Kutub Al-Elamiya – Beirut, Al-Tabbah: Al-Awlah, 1415 AH, Vol. 3, p. 160.

[14] ۔ السعدي، عبد الرحمن بن ناصر بن عبد الله (المتوفى: 1376هـ)تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان،الناشر: مؤسسة الرسالة،الطبعة: الأولى 1420ه،ص472۔

Al-Saadi, Abd al-Rahman bin Nasir bin Abdullah (died: 1376 AH), Tayseer al-Karim al-Rahman fi Tafsir Kalam Al-Manan, Publisher: Est.

[15] ۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد،لأبي الحسن نور الدين الهيثمي، كتاب البر والصلة، باب كتمان الحوائج، المحقق: حسام الدين القدسي، الناشر: مكتبة القدسي، القاهرة،ج8،ص195۔

The Collection of Al-Zawaid and the Source of Benefits, by Abi al-Hasan Noor al-Din al-Haythami, Kitab al-Barr al-Walsalat, Chapter Katman al-Hawaij, Al-Haqiq: Hussam al-Din Al-Qudsi, Publisher: Al-Qudsi, Cairo, Vol. 8, p. 195.

[16] ۔ ابن عطية الأندلسي أبو محمد عبد الحق بن غالب بن عبد الرحمن بن تمام المحاربي (المتوفى: 542هـ)،المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيزالناشر: دار الكتب العلمية – بيروت،الطبعة: الأولى - 1422 هـ،ج3ص505۔

Ibn Attiyah al-Andalusi, Abu Muhammad Abdul Haq bin Ghalib bin Abdul Rahman bin Tammam al-Muharbi (died: 542 AH), Al-Muharr al-Awjiz fi Tafsir al-Kitab Al-Aziz, Publisher: Dar Al-Kutub Al-Alamiya – Beirut, Edition: Al-Ulwa - 1422 AH, Volume 3, p. 505.

[17] ۔ امام بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری،صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب الحرب الخدعہ،رقم الحدیث:3030۔

Imam Bukhari, Muhammad ibn Ismail Bukhari, Sahih Bukhari, Kitab al-Jihad, Chapter on War of Deception, Hadith No. 3030.

[18] ۔ الماوردي أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري البغدادي، (المتوفى: 450هـ)، تفسير الماوردي = النكت والعيون ،الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت / لبنان،ج3ص293۔

Al-Mawardi Abu al-Hasan Ali bin Muhammad bin Muhammad bin Habib al-Basri al- . Baghdadi, (died: 450 AH), Tafsir al-Mawardi = Al-Nukt al-Ayun, Publisher: Dar Al-Kutub Al-Elamiya - Beirut / Lebanon, Volume 3, p. 293.

[19] ۔ امام مسلم،مسلم بن حجاج القشیری(261ھ)،صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الرفق،رقم الحدیث:6602۔

Imam Muslim, Muslim bin Hajjaj al-Qashiri (261 AH), Sahih Muslim, Kitab al-Albar wal-Salaat wal-Adaab, Chapter Fazl al-Rifaq, Number of Hadith: 6602.

[20] ۔ سورة النحل:89۔

Surah An-Nahl: 89.

[21] ۔ امام مسلم،مسلم بن حجاج القشیری(261ھ)،صحیح مسلم،کتاب الجمعة،باب تخفیف الصلاة،رقم الحدیث:2005۔

Imam Muslim, Muslim bin Hajjaj al-Qashiri (261 AH), Sahih Muslim, Kitab al-Juma'ah, chapter on reduction of prayer, number of hadith: 2005.